ترجمة القرآن

مولانا محمد اکرم مدنی
مدرس جامعہ سلفیہ

انسان کی گمراہی کے اسباب

﴿یوم تقلب وجوههم فی النار یقولون یلیتنا اطعنا الله واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراء نا فاضلونا السبیلا ربنا آتهم ضعفین من العذاب والعنهم لعنا کبیرا﴾ (الاحزاب: ٦٦، ٦٧، ٦٨) ''اس دن (قیامت کے دن) ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے (حسرت وافسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی جنھوں نے ہمیں راہِ راست سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے پروردگار تو انھیں دگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔''

قارئین کرام! انسان کی گمراہی اور ضلالت کے اسباب میں سے ایک سبب جس کا تذکرہ گذشتہ شمارے میں ہو چکا ہے۔ وہ ہے باپ دادا کی اندھی تقلید۔ قرآن حکیم کی روشنی میں انسانیت کی گمراہی کا دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ معاشرہ کے بڑے لوگوں اور مذہبی راہنماؤں اور دولت مند سرداروں کی غلطی پیروی کی جائے اور ان کی پیروی صرف اس بناء پر کی جائے کہ وہ ہیں بڑے لوگ۔ قرآن حکیم نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت چھوڑ کر جو معاشرے میں بڑے سرداروں اور مذہبی راہنماؤں کی پیروی کرتے ہیں وہ قیامت کے روز افسوس اور حسرت کے ساتھ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کی اطاعت کی اور انھوں نے ہمیں صراط مستقیم سے منحرف کر دیا تھا۔ لہٰذا اے ہمارے رب ان کو دہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت کر۔ (جیسا کہ مذکورہ آیات کے ترجمہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔) اس طرح اللہ رب العزت نے سورۃ حم السجدہ کی آیت ۲۹ میں کافر اور گمراہ لوگوں کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے ﴿وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلّنا من الجن والانس نجعلهما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین﴾ ''اور کافر لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں جنوں، انسانوں (کے وہ دونوں فریق) دکھا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تا کہ ہم انھیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں تا کہ وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں۔''

سورۃ بقرہ کی آیت ۱۶۶، ۱۶۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان گمراہ ہونے والوں اور گمراہ کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کا افسوسناک انجام بیان کیا ہے۔ اختصاراً ان آیات کا ترجمہ ذکر کیا جاتا ہے (جب اللہ تعالیٰ سزا دے گا) اس وقت وہی مذہبی راہنما اور پیشوا جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی، اپنے پیروکاروں سے لاتعلقی ظاہر کریں گے۔ مگر عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا اور وہ لوگ جو دنیا میں ان کی پیروی کرتے تھے، کہیں گے کہ کاش ہم کو ایک موقعہ پھر مل جاتا تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہو کر دکھا دیتے جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں ان کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں سے ہاتھ ملتے رہیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔ علاوہ ازیں سورۃ سباء میں بھی مذکورہ قسم کے لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (اختصاراً ترجمہ ملاحظہ فرمایئے) ''اے دیکھنے والے! کاش کہ تو ان ظالموں کو اس وقت دیکھتا جبکہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوئے ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔ کمزور لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم البتہ مومن ہوتے۔ یہ بڑے لوگ کمزوروں کو جواب دیں گے کہ کیا تمھارے پاس ہدایت آچکنے کے بعد ہم نے تمھیں اس سے روکا تھا۔؟ (نہیں) بلکہ تم (خود) مجرم تھے (اس کے جواب میں) یہ کمزور لوگ ان متکبروں سے کہیں گے (نہیں نہیں) بلکہ دن رات مکر وفریب سے ہمیں اللہ کے ساتھ کفر کرنے اور اس کے شریک مقرر کرنے کا تمھارا حکم دینا ہماری بے ایمانی کا باعث ہوا اور عذاب کو دیکھتے ہی سب کے سب دل میں پشیمان ہو رہے ہوں گے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈال دیں گے انھیں صرف اپنے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ (سباء: ۳۱، ۳۲، ۳۳)

قارئین کرام! قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی معاشرے کو آخر کار جو چیز تباہ کرنے والی ہے وہ اس کے کھاتے پیتے، خوشحال اور اونچے طبقے کا بگاڑ ہے۔ جب کسی قوم کے مقدر میں تباہی آنے والی ہوتی ہے تو اس کے دولت مند اور صاحب اثر واقتدار لوگ فسق وفجور پر اتر آتے ہیں اور ظلم وستم اور بدکاریاں اور شرارتیں کرنے لگتے ہیں اور آخر یہی فتنہ پوری قوم کو غرق کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بنی اسرائیل میں فرمایا ﴿اذا اردنا ان نُهلِک قریة امرنا مترفیها ففسقوا فیها فحق علیها القول فدمرنها تدمیرا﴾ (بنی اسرائیل: ١٦) اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ اس میں فسق وفجور کرنے لگتے ہیں۔ تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اسے برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صرف اپنی ذات اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور مذکورہ قسم کے غلط لوگوں کی پیروی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ترجمة الحدیث

بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت

((عن سعید بن جبیر قال قدم حذیفة بن الیمان رضی الله عنهما من سفر فرأی قمص حریر علی اولاده من الذکر والاناث فنزع منها ما کان علی ذکور ولده وترک منه ما کان علی بناته)) (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب العقیقہ) ''امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سفر سے تشریف لائے۔ ان کی اولاد نے ریشمی قمیص پہن رکھی تھیں۔ انھوں نے بچوں کی قمیصوں کو اتار پھینکا اور بچیوں کی قمیصوں کو رہنے دیا۔''

قارئین کرام! مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں بچوں کے لیے ریشمی لباس پہننا کس قدر سنگین جرم ہے۔ اسی لیے انھوں نے بچوں سے ریشمی قمیص اتار پھینکی۔ چونکہ بچیوں کے لیے ریشمی لباس جائز ہے، اس لیے ان کو کچھ نہیں کہا۔ یہ صرف حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا طرزِ عمل نہیں تھا کہ وہ اپنے بچوں کے لباس کے بارے میں سخت احتساب کرتے تھے بلکہ دیگر عام صحابہ کرام کا بھی طرزِ عمل یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی لباس کے معاملہ میں سخت رویہ اختیار کرتے تھے تا کہ خلاف شریعت کوئی عمل کرنے کی عادت نہ پڑ جائے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں ((کنا ننزعه عن الغلمان ونترکه علی الجواری)) (سنن ابی داوٗد کتاب اللباس) ''ہم (ریشمی لباس کو) بچوں سے اتار پھینکتے تھے اور اس کو بچیوں پر رہنے دیتے تھے۔'' صحابہ کرام کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بچوں اور اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں بڑے حساس تھے۔ کوئی خلاف شریعت حرکت برداشت نہیں کرتے تھے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمانوں کا طرزِ عمل صحابہ کرام کے طریقے سے مختلف ہو چکا ہے۔ عام لوگوں کی بات نہیں بلکہ بہت سے دینی گھرانے اور خاندان اپنے بچوں کے لباس اور وضع قطع کے بارے میں احکام شریعت کی پرواہ نہیں کرتے۔ جس طرح شریعت میں مردوں اور بچوں کیلئے ریشمی لباس حرام ہے، اس طرح سونے کی انگوٹھی بھی مردوں اور بچوں کے لیے استعمال کرنا حرام ہے۔ فی زمانہ امراء کے بچوں کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھی کا استعمال عام ہے۔ والدین کوئی توجہ نہیں کرتے لیکن صحابہ کرام اور صحابیات اس کا بہت زیادہ خیال کرتی تھیں۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بچہ سعید بن حسین نامی آیا۔ اس نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ اس بچے کے ہاتھ سے سونے کی انگوٹھی اتار دی جائے اور اس کے لیے چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا۔ (حوالہ المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب العقیقۃ) اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اصلاح کے ساتھ بچوں کی اصلاح اور تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔